نظرات

پچھلے دنوں جنوبی ہند میں ہندی دشمن تحریک کا طوفان اُمڈا اور جس میں عظیم جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا پڑا، اس نے یہ ثابت کر دیا کہ ہماری قومیت کی بنیاد بڑی کمزور ہے، ورنہ دستور میں جس زبان کو قومی زبان تسلیم کر لیا گیا ہے اس کو چند شرائط اور محتاط یقین دہانیوں کے ساتھ دفتری زبان بنانے پر اس قدر ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد ہرگز نہ ہوتا۔ اب یہ معاملہ صرف ایک زبان، انگریزی یا ہندی کا نہیں ہے، بلکہ نفسِ قومیت، اُس کے عناصرِ ترکیبی اور اُن عناصر کے مقتضیات و مطالبات کا تجزیہ و تحلیل کر کے ان میں باہم ہم آہنگی اور ربط پیدا کرنے کا ہے۔ اور اس راہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دماغ کی بہ نسبت دل سے زیادہ کام لیا جائے۔ اور دوسروں پر تنقید کرنے کے بجائے ہر شخص خود اپنے گریباں میں مُنہ ڈال کر دیکھے کہ وہ کہاں تک حق اور انصاف پر ہے۔

تو بہ خویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری

بہ خدا اگر واجب آمد ز تو احتراز کردن

اگر موجودہ صورتِ حال کو صرف ایک زبان کا مسئلہ سمجھا گیا جیسا کہ سمجھا جا رہا ہے تو اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ بخیر و خوبی کبھی طے نہیں ہوگا اور ایک گرہ کھولنے کی کوشش ہوگی تو اس سے اور گرہیں پڑ جائیں گی۔ چنانچہ کانگریس ورکنگ کمیٹی نے اوّلاً اور پھر وزراءِ اعلیٰ کی کانفرنس نے ثانیاً زبان کی پالیسی کے بارہ میں جو تجویز منظور کی ہے اس سے ہمارے اندیشہ کو تقویت ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک زبان ہندی نے ملک کی سالمیت اور اُس کے امن و امان کو گوناگوں خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔

اگر پبلک سروس کمیشن کے امتحانات ایک کے بجائے چودہ زبانوں میں ہوئے اور ہر اسٹیٹ کے لئے ملازمتوں میں حصۂ رسدی مقرر کیا گیا تو اس کالازمی نتیجہ ایک طرف تو یہ ہوگا کہ ملک میں ایڈمنسٹریشن اور دوسری ذمہ دارانہ ملازمتوں کا معیار پست سے پست تر ہو جائے گا اور دوسری جانب ملک کے مختلف لسانی علاقہ میں ربط و اتحاد پیدا ہو جانے کے بجائے افتراق و علحدگی کی خلیج وسیع تر ہوگی جنگِ آزادی کے زمانہ میں فرقہ وارانہ بنیاد پر انتخاب اور ملازمتوں میں فرقہ وارانہ تحفظات کا جو انجام ہوا اگر ہم چاہیں تو آج اُس سے سبق لے سکتے ہیں۔ پھر یہ جو کچھ ہو رہا ہے جنوبی ہند کے شکوک و شبہات اور اُس کے خطرات کو دور کرنے کے لئے ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی کلکتہ میں جو ہندی دشمن کونسل بنی ہے اُس نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ وہ دستور میں زبان کی جو دفعہ ہے اُس میں ترمیم کے سوا اور کسی چیز پر رضامند نہیں ہوگی اور اُدھر ہندی کے حد سے زیادہ پرجوش حامیوں کے عزائم یہ ہیں کہ خواہ کچھ ہو جائے بہرحال سرکاری زبان کی دفعہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگانے دیں گے۔

اس پوری صورتِ حال کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لیجئے اور پھر سوچئے کہ ہماری کے نادان دوستوں کی جلد بازی اور قومی اتحاد کے غلط تصوّر کے ہاتوں آج جب کہ چین کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اور اشیائے خوردنی کی قلت اور گرانی نے پریشانی عام کر دی ہے ہمارا ملک بیٹھے بیٹھائے اچانک کسی عظیم ابتلاء (CRISIS) میں گرفتار ہو گیا ہے، اب وقت ہے کہ ہم صرف ایک زبان کا نہیں بلکہ اپنی قومیت کے تمام بنیادی مسائل کا وسعتِ نظر کے ساتھ جائزہ لیں اور مذہبی، لسانی اور ثقافتی اختلافات کو ایک حقیقتِ ثابتہ اور ان کی انفرادیت کو ایک امر واقعی تسلیم کر کے اُن میں مصالحت و رواداری اور یگانہ روشی کا وہ رابطہ پیدا کریں کہ اختلاف میں اتحاد کا منظر نظر آئے۔ اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا معاملہ فی نفسہٖ ایسا کچھ زیادہ پیچیدہ اور ناقابلِ حل نہیں ہے۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ اُس کا حل ذہن اور دماغ سے زیادہ دلِ بیدار و ضمیرِ روشن و آگاہ پر موقوف ہے۔ اب مستقبل بتائیگا کہ ملک کی لیڈرشپ اس دولتِ خداداد سے کس درجہ سرفراز و شادکام ہے۔